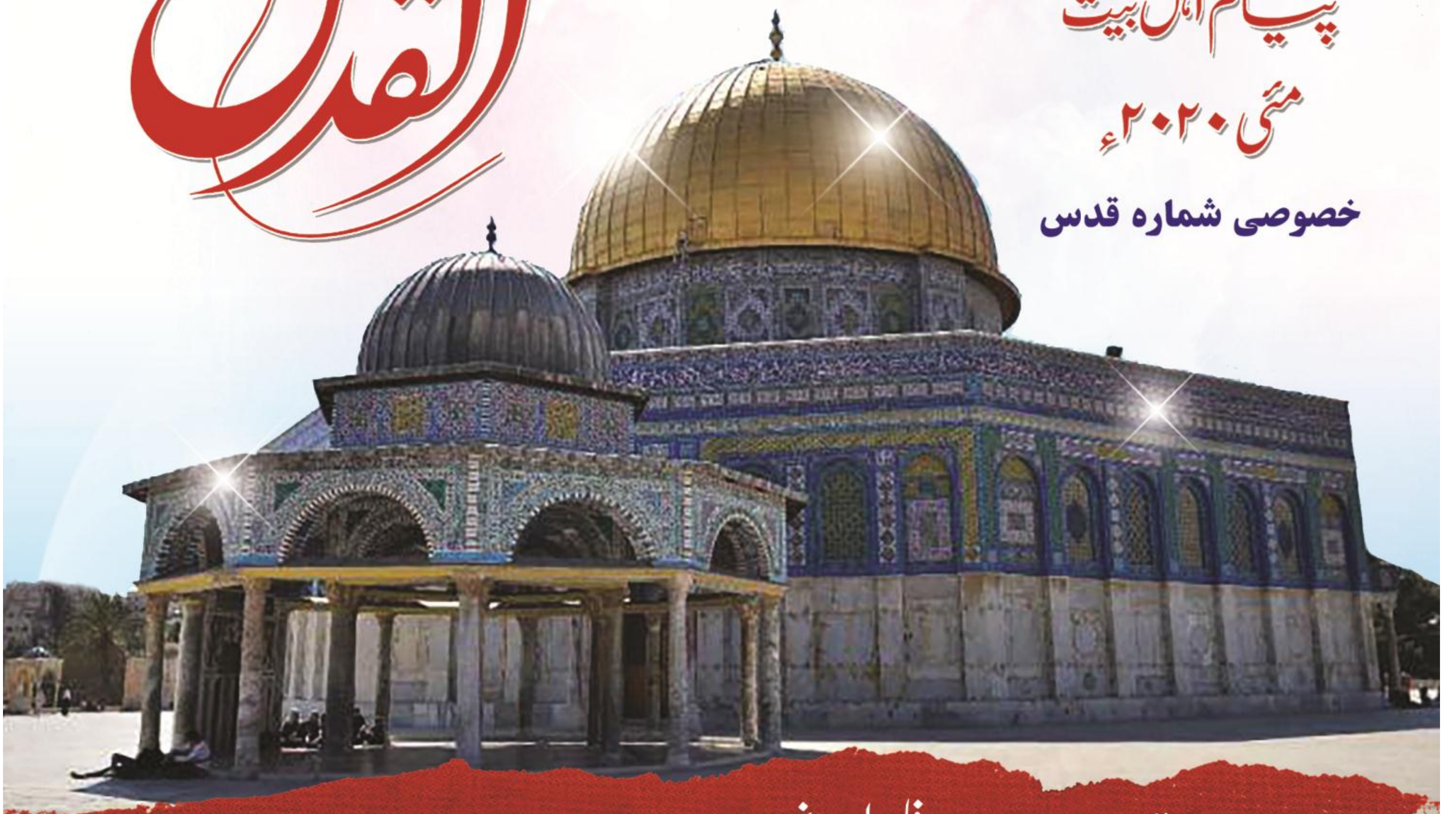
القدس

اہل بیتؑ کونسل انڈیا کا ترجمان

پیامِ اہل بیتؑ

مئی ۲۰۲۰ء

خصوصی شمارہ قدس



یوم قدس صرف یومِ فلسطین نہیں بلکہ یوم اسلام ہے۔ (حضرت امام خمینیؒ)

اہل بیتؑ کونسل انڈیا



فلسطینیوں کی نہائی فتح نزدیک ہے

رہبر معظم انقلاب اسلامی مدظلہ

رہبر معظم نے فرمایا کہ اگر عالم اسلام مسئلۂ فلسطین کے بارے میں باہمی اتحاد اور استقامت کا مظاہرہ کرتا تو آج فلسطین عوام کے شرائط بہتر ہوتے۔

ولایت پورٹل: رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے فلسطینی تنظیم **حماس** کے سیاسی شعبہ کے نائب سربراہ صالح العاروری اور اس کے ہمراہ وفد سے ملاقات میں فرمایا: "مسئلہ فلسطین میں دنیائے اسلام اور فلسطینی عوام کو فتح نصیب ہوگی۔"

رہبر معظم نے مسئلہ فلسطین کو عالم اسلام کا سب سے پہلا اور اہم مسئلہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: "فلسطینی عوام استقامت اور پائیداری کے ساتھ اپنے اہداف تک پہنچنے میں کامیاب ہوجائیں گے اور کامیابی کے لئے استقامت اور پائیداری بہت ضروری ہے۔"

رہبر معظم نے غزہ اور مغربی پٹی میں فلسطینیوں کی استقامت پر انہیں مبارکباد پیش کرتے ہوئے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رہنے والوں کی حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ فلسطینیوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہے۔ ایران نے بھی فلسطین کے بارے میں ہمیشہ اپنے موقف کو صاف اور شفاف طور پر بیان کیا ہے۔ بعض ہمارے دوست ممالک ہیں جو فلسطین کے بارے میں ہم سے متفق نہیں ہیں لیکن وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایران مسئلۂ فلسطین کے بارے میں کافی سنجیدہ ہے اور ایران فلسطینی عوام کی حمایت اور نصرت کو اپنی شرعی، دینی، اخلاقی اور انسانی ذمہ داری سمجھتا ہے۔

رہبر معظم نے فرمایا: "ایران کے ساتھ امریکہ کی دشمنی اور عداوت کی اصلی وجہ مسئلۂ فلسطین ہے کیونکہ ایران کا مسئلۂ فلسطین کے بارے میں موقف واضح ہے اور ایران فلسطین کے بارے میں ہر قسم کا دباؤ اور عداوت برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہے۔

رہبر معظم نے فرمایا: "اگر عالم اسلام مسئلۂ فلسطین کے بارے میں باہمی اتحاد اور استقامت کا مظاہرہ کرتا تو آج فلسطین عوام کے شرائط بہتر ہوتے لیکن سعودی عرب اور اس جیسے دیگر ممالک امریکہ کے حامی، پیروکار اور طرفدار بن گئے اور ان کی حماقت کی وجہ سے فلسطینیوں کو بہت بڑا نقصان پہنچا اور انہوں نے فلسطینیوں کو امریکہ سے امتیاز حاصل کرنے سے محروم کردیا۔

رہبر معظم نے فلسطینی عوام کی فتح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "ایک دور میں فلسطینی پتھروں سے اپنا دفاع کرتے تھے اور آج وہی فلسطینی پیشرفتہ میزائلوں سے اپنا دفاع کررہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فلسطینیوں کی نہائی فتح نزدیک ہے اور آوارہ وطن فلسطینی ایک بار پھر اپنے وطن میں آباد ہوں گے۔

رہبر معظم نے صدی کے معاملے کو مسئلۂ فلسطین کے بارے میں آشکارا سازش قرار دیتے ہوئے فرمایا: "فلسطینی عوام فلسطینی سرزمین اور بیت المقدس کو فروخت کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیں گے۔"

خصوصی پیشکش

القدس

مئی ۲۰۲۰ء رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

مجلس ادارت: منظر صادق زیدی
سید جلال حیدر نقوی
جنان اصغر مولائی
علی عباس حمیدی
مرزا اظہر عباس

ترتیب و تنظیم: سید محمد رضا غروی
جنرل سکریٹری اہل بیتؑ کونسل انڈیا

تزئین: محمد طاہر

پیشکش: اہل بیتؑ کونسل انڈیا

AHLEBAYT COUNCIL INDIA

بسمہ سبحانہ تعالیٰ

ادار یہ

آج عالم اسلام میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔ وہ خواب خرگوش میں اپنے شراب و کباب کے عوض ارض فلسطین کا سودا کرنے کو بھی تیار ہیں۔ سنچری ڈیل میں جو کردار آل یہود و سعود نے ادا کیا ہے وہ اسلام کے نام پر بدنما دھبہ ہے۔

پوری دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ہو جو مسئلہ فلسطین سے واقف نہ ہو لیکن مقام افسوس یہ ہے کہ آل یہود مسلمان کا لبادہ اوڑھ کر چودھراہٹ کرتے ہوئے قدس شریف کا سودا کر رہے ہیں اور مسئلہ فلسطین کے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے میں اہم رول انہیں آل سعود کا رہا ہے اور اس اسلامی مسئلہ کو غلط رنگ دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے۔

اور آج جبکہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ مہلک ہتھیار میڈیا ہے جس پر تعصب پسند اسلام دشمن قوتوں کا قبضہ ہے جو اسلام اور مسلم مسائل سے متعلق عام لوگوں کے ذہن میں ہر طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں چنانچہ ارض قدس کے سلسلہ میں بھی غلط پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ آج تنہا جمہوری اسلامی ایران ہے جو مظلومین کی آواز اٹھانے کے عوض ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہے۔

آج جبکہ پوری دنیا میں کرونا وائرس نے انسانی زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے مگر یہ یاد رہے کہ غاصب اسرائیل انسانیت کے لئے "کرونا" سے بھی بڑا خطرہ ہے جس نے پوری انسانیت کو اپنے خونخوار پنجے میں جکڑ لیا ہے؛ یہ داعش، القاعدہ، النصرہ کی پیداوار ہے لہٰذا ضروری ہے کہ بیدار ضمیر قوم اپنے حق کی لڑائی لڑنے کے لئے میدان عمل میں رہ کر اپنی زندگی کا ثبوت پیش کرے۔

اہلبیتؑ کونسل انڈیا "قدس" کے حوالہ سے خصوصی شمارہ پیش کر رہی ہے تاکہ مظلوم فلسطینیوں کی حمایت میں تھوڑا سا سہیم ہو سکے۔

پروردگار سے دعا ہے کہ ہمارے اس حقیر عمل کو قبول فرمائے اور دشمنان اسلام کو نابود فرمائے۔ (آمین)

ادارہ



عالمی یوم القدس

مسلمانوں کے قبلۂ اول مسجد الاقصیٰ کی نجات کے لئے امت اسلام سے

حضرت امام خمینیؒ کا خطاب

یوم قدس صرف یومِ فلسطین نہیں بلکہ یوم اسلام ہے، اسلام کی حاکمیت کا دن ہے، ہمیں اس دن تمام بڑی طاقتوں کو سمجھا دینا چاہئے کہ وہ اب اسلامی ممالک میں اپنی ریشہ دوانیاں نہیں کر سکتی ہیں۔ میں یوم قدس کو یوم اسلام اور یوم پیغمبر اسلام ﷺ سمجھتا ہوں، اس دن ہمیں اپنی تمام طاقتوں کو بروئے کار لانا چاہئے، مسلمانوں کو گوشہ نشینی سے نکل کر بھرپور قوتِ ارادی کے ساتھ غیروں کے مقابلے میں ڈٹ جانا چاہئے۔ ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ دشمنوں کے مقابلے میں سینہ سپر ہیں اور کسی بھی حالت میں انہیں اپنے ملک میں مداخلت کی اجازت نہیں دیں گے۔ دیگر مسلمانان عالم کو بھی چاہئے کہ اپنے ملکوں میں اغیار کو مداخلت کی اجازت نہ دیں۔

یوم قدس کے موقع پر عوام اپنی خائن حکومتوں کو متنبہ کریں۔ یوم قدس پر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ کونسی حکومتیں اور کون لوگ اسلام مخالف اور بین الاقوامی سامراجی سازشوں کے حامی ہیں؛ جو حکومتیں اور جو لوگ "یوم قدس" کے مراسم میں شریک نہیں وہ دشمنانِ اسلام اور اسرائیل کے حامی ہیں اور جو شریک ہوں وہ اسلام کے حامی اور امریکہ واسرائیل اور دیگر دشمنانِ اسلام کے مخالف ہوں گے۔ یوم قدس حق و باطل کے درمیان امتیاز کا دن ہے۔

اے مسلمانان عالم! اے مستضعفین گیتی! اُٹھو! اور اپنی قسمت خود اپنے ہاتھ میں لو، تم کب تک یہ تماشا دیکھتے رہو گے کہ تمہاری قسمت کا فیصلہ واشنگٹن اور ماسکو کرے؟ کب تک تمہاری عظمت اور تمہارا تقدس امریکہ کے نمک خوار اسرائیل کے قدموں تلے روندا جاتا رہے گا؟ کب تک سرزمین قدس فلسطین، لبنان اور وہاں بسنے والے مظلوم مسلمان ان مجرموں کے خونی پنجوں میں جکڑے رہیں گے؟ اور تم خاموش تماشہ دیکھتے رہو گے؟ اور تمہارے خائن حکمراں ان سفاک ظالموں کی مدد کرتے رہیں گے؟ کب تک ایک ارب مسلمان اور دس کروڑ عرب (اس دور کے لحاظ سے) وسیع ممالک، بے پناہ قدرتی ذخائر کے مالک ہوتے ہوئے مشرق و مغرب کی غارتگری، خونریزی اور ظلم و ستم کا تماشہ دیکھتے رہیں گے؟ کب تک افغانی بھائیوں پر وحشیانہ مظالم کو دیکھتے اور سنتے رہیں گے اور ان کی مدد و نصرت کے لئے قدم نہیں اٹھائیں گے؟ کب تک دشمنان اسلام سے مقابلے اور قدس شریف کی نجات کے لئے آتشیں اسلحوں کے استعمال اور فوجی اور الٰہی طاقت کے استعمال سے غفلت برتتے رہیں گے؟



مسئلہ فلسطین

امام خامنہ ای مد ظلہ کی نظر میں

تحریر: ڈاکٹر حسین آجرلو

ولی امر مسلمین جہان آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای نے ۴/جون ۲۰۱۵ء کو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی برسی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"جہاں بھی ظلم ہوگا وہاں دو گروہ پائے جائیں گے: ظالم اور مظلوم۔ ہم مظلوم کے ساتھی ہیں اور ظالم افراد کے مخالف ہیں۔ یہ وہ موقف ہے جو امام خمینی رح بہت واضح طور پر اپناتے تھے اور یہ ہماری اصلی پالیسیوں میں سے ایک ہے۔ آج اسی وجہ سے مسئلہ فلسطین ہمارے لئے ایک اہم اور اصلی مسئلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ سب اس حقیقت کو جان لیں۔ مسئلہ فلسطین ہرگز اسلامی جمہوری نظام کے ایجنڈے سے خارج نہیں ہوگا۔ مسئلہ فلسطین ایک واجب اور لازمی اسلامی جدوجہد کا میدان ہے۔ کوئی واقعہ ہمیں مسئلہ فلسطین سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ فلسطین کے محاذ پر کچھ ایسے افراد بھی موجود ہوں جو اپنے شرعی فرائض بخوبی انجام نہ دے رہے ہوں۔ ان کا مسئلہ الگ ہے۔ فلسطینی عوام، فلسطینی قوم اور فلسطینی مجاہدین کو ہماری مکمل حمایت اور مدد حاصل رہے گی۔"

ولی امر مسلمین امام خامنہ ای کے بیانات کی روشنی میں ایسا دکھائی دیتا ہے کہ عالم اسلام کو درپیش تمامتر شدید خطرات کے باوجود مسئلہ فلسطین کو اسلامی جمہوریہ ایران اور عالم اسلام کا پہلے درجے کا ایشو برقرار رہنا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق صہیونزم اور اس کے نمائندہ ملک اسرائیل کی نظریاتی توسیع پسندی سے ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے سپریم لیڈر کی جانب سے اسرائیل کی شدید مخالفت کی اصلی وجہ صہیونزم کی نظریاتی بنیادوں میں تلاش کرنے کی



ضرورت ہے۔ آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای صہیونزم کو اپنے انحراف کی وجہ سے ایسے مسائل اور بحرانوں کی حقیقی وجہ قرار دیتے ہیں جن کے باعث عالم اسلام شدید مشکلات کا شکار ہو چکا ہے۔ یہ مشکلات تکفیری دہشت گرد گروہوں، خونی پراکسی جنگوں اور اسلامی ممالک میں بیرونی مداخلت کی صورت میں قابل مشاہدہ ہیں۔

امام خامنہ ای کی نظر میں صہیونزم کی تحریک خاص قسم کی بحرانی صورتحال میں معرض وجود میں آئی جو دوسری قوموں، نسلوں اور ممالک کے بارے میں ایک خاص نظریے کی حامل ہے اور عقلی اور الہی نظریاتی بنیادوں سے بالکل بے بہرہ ہے۔ آج عالم اسلام ایک انتہائی پیچیدہ تحریک سے روبرو ہے جو اوہام سے بھری اپنی دنیا میں گم ہو کر اپنے نظریاتی مفادات کے حصول میں کوشاں ہے۔ یہ امر عالم بشریت کیلئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ولی امر مسلمین جہان امام خامنہ ای نے ہمیشہ سے اس خطرے کا احساس کرتے ہوئے نہ صرف فلسطینی عوام اور عرب دنیا بلکہ تمام عالم اسلام کو خبردار کیا ہے۔ امام خامنہ ای اس بارے میں فرماتے ہیں:

"مسئلہ فلسطین اسلامی ممالک کے مشترکہ ایشوز میں پہلے درجے کا ایشو ہے۔ ایک تو یہ کہ ایک مسلمان ملک پر ناجائز قبضہ جمایا گیا ہے اور دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے اجنبی مہاجروں کی جانب سے غصب کیا گیا ہے اور وہاں ایک جعلی اور مصنوعی ریاست تشکیل دی گئی ہے، دوسرا یہ کہ اس ناجائز قبضے کے دوران انسانی تاریخ کا بدترین قتل عام اور ظلم و بربریت انجام پایا ہے جو ابھی تک جاری ہے۔ تیسرا یہ کہ مقبوضہ فلسطین میں واقع قبلہ اول مسلمین اور دوسرے کئی مقدس مقامات نابودی کے خطرے سے دوچار ہیں۔ چوتھا یہ کہ عالم اسلام کے حساس ترین حصے میں تشکیل پانے والی اس جعلی ریاست نے ہمیشہ سے عالمی استکباری قوتوں کیلئے ایک فوجی، سکیورٹی اور سیاسی اڈے کا کردار ادا کیا ہے اور مغربی استعماری طاقتوں نے جو اسلامی ممالک کے اتحاد اور ترقی کی شدید دشمن ہیں، نے اپنے اس اڈے کی مدد سے ہمیشہ عالم اسلام کی کمر میں خنجر گھونپا ہے۔ پانچواں یہ کہ عالمی صہیونزم، جو انسانی معاشرے کیلئے بڑا اخلاقی، سیاسی اور



اقتصادی خطرہ محسوب ہوتی ہے، اس جعلی ریاست کو پوری دنیا میں اپنے افکار و نظریات کی ترویج کیلئے استعمال کر رہی ہے۔" [فلسطینی انتفاضہ کی حمایت میں کی گئی تقریر سے اقتباس، یکم اکتوبر 2011ء]

آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای کے بیانات کی روشنی میں مسئلہ فلسطین کا عالم اسلام کا اہم ترین اور پہلے درجے کا ایشو ہونے کی درج ذیل وجوہات بیان کی جاسکتی ہیں:

ا۔ ظلم و ستم:

عصر حاضر میں امام خمینی رحمہ اللہ علیہ کی قیادت میں ایران میں انقلاب اسلامی کی صورت میں ایک بڑا واقعہ رونما ہوا جس نے دنیا پر گہرے اثرات ڈالے۔ اسلامی انقلاب عظیم اہداف کا مالک اور گہری الٰہی اقدار پر استوار تھا۔ ان اعلی انسانی و الٰہی اقدار میں آزادی پسندی، سیاسی اسلام، استعمار دشمنی اور ظلم دشمنی شامل ہیں۔ ایران میں کامیاب ہونے والے اسلامی انقلاب کا ایک اصلی نعرہ ملکی اور عالمی سطح پر موجود ظلم و ستم کے خلاف ڈٹ جانا اور اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ ملکی سطح پر ظلم و ستم کا خاتمہ صاحب اقتدار حلقوں کی جانب سے عوام کے حقوق کی لوٹ کھسوٹ کو روکنا اور عالمی سطح پر ظلم کا مقابلہ دیگر اقوام کے حقوق کو پامال کرنے والے ممالک کے ساتھ مقابلے کی صورت میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ اسی سلسلے میں مسئلہ فلسطین کے حل کی کوشش اور صہیونزم سے مقابلہ اسلامی جمہوریہ ایران کی بنیادی ترین پالیسیوں کا حصہ بن چکا ہے۔ گذشتہ ایک صدی کے دوران مسئلہ فلسطین، ایک نسل پرست اور توسیع پسند صہیونی رژیم کی جانب سے مسلمان فلسطینی قوم و سرزمین پر بے پناہ ظلم و ستم کی علامت بن چکا ہے۔ اس صہیونی ظلم و ستم کے نتیجے میں اب تک کروڑوں فلسطینی مسلمان جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکے ہیں اور بڑی تعداد میں بیگناہ فلسطینی بچوں، خواتین اور بوڑھوں کا قتل عام کیا جا چکا ہے۔



اس بارے میں اسلامی انقلاب کے بانی حضرت امام خمینی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" مسلمانان عالم جب دیکھ رہے ہیں کہ سرزمین مقدس فلسطین میں کس طرح بیگناہ فلسطینی بھائیوں اور بہنوں کا خون بہایا جارہاہے اور ہماری مقدس سرزمین کس طرح ظالم اور مجرم صہیونیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد کی جارہی ہے، تو ان پر اس سے زیادہ کوئی چیز واجب نہیں کہ وہ اپنی جان اور مال کے ذریعے فلسطین کی آزادی کیلئے جہاد کا راستہ اختیار کریں۔ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس مقدس جہاد کی مدد کیلئے مالی اور اخلاقی حمایت کریں۔ خدا ان کا حامی اور مددگار ہے۔"

۲۔ توسیع پسندی:

اسرائیل کی غاصب صہیونی رژیم نے پوری دنیا پر اپنا اثر ورسوخ پھیلانے اور دوسری اسلامی سرزمینوں پر قبضے کو اپنی بنیادی پالیسی بنا رکھا ہے۔ صہیونی رژیم کے توسیع پسندانہ عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ لہٰذا ایسی اسلام دشمن رژیم کا مقابلہ کرنا ایک انتہائی اہم امر ہے جسے اسلامی جمہوریہ ایران نے اپنی حقیقی پالیسیوں کا حصہ بنا رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انقلاب اسلامی کے بانی حضرت امام خمینی رحمہ اللہ علیہ اور ولی امر مسلمین جہان امام خامنہ ای نے مسئلہ فلسطین کو تمام سیاسی تحفظات سے بالائے طاق رکھتے ہوئے ملک کی خارجہ پالیسی کا اہم عنصر قرار دے رکھا ہے۔ آج عالمی صہیونزم نے اسلامی دنیا کو اپنا ہدف بنا رکھا ہے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف شیطانی سازشیں کرنے میں مصروف ہے۔



۳۔ عالمی استکباری طاقتوں کی حمایت حاصل ہونا:

دنیا کے کسی بھی خطے میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیاں کسی نہ کسی حد تک عالمی طاقتوں کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر ایک سیاسی کھلاڑی کے بارے میں ان عالمی طاقتوں کے نقطہ نظرات خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ انہی نقطہ نظرات کی بنیاد پر عالمی طاقتیں ایک ملک یا سیاسی گروہ کی حمایت کرتی ہیں یا کسی ملک یا سیاسی گروہ کے خلاف محاذ آرائی اور سیاسی اور اقتصادی دباو کی پالیسی اختیار کرتی ہیں۔ ولی امر مسلمین جہان امام خامنہ ای کی نظر میں دنیا کی بڑی استکباری طاقتوں نے صہیونزم اور اس کے نتیجے میں اسرائیل جیسی جعلی رژیم کی تشکیل میں انتہائی اہم اور مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ امریکہ سمیت ان بڑی طاقتوں نے ہمیشہ سے اسرائیل اور صہیونزم کی حمایت کی ہے اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ یہ طاقتیں صہیونزم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ امام خامنہ ای اس ضمن میں فرماتے ہیں :

"ہم امریکی حکومت کو ایک ناقابل اعتماد حکومت جانتے ہیں۔ خود کو بڑا سمجھنے والی حکومت، نامعقول، غیر منطقی اور عہد شکن حکومت اور عالمی صہیونزم نیٹ ورک کے شدید قبضے اور اثر و رسوخ کا شکار حکومت جو صہیونزم کے ناجائز مفادات اور مطالبات کے تحفظ کی خاطر اسرائیل کی غاصب صہیونی رژیم کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے پر مجبور ہے اور اس کے سامنے سخت موقف اختیار نہیں کر سکتی۔" [4 اکتوبر 2013ء]

۴۔ مذہبی منافرت اور فرقہ واریت کا فروغ:

ولی امر مسلمین جہان آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای کی نظر میں توحیدی عقیدے اور اعلی انسانی اقدار کے فروغ پر مختلف اسلامی فرقوں کا اتحاد اور ان کے درمیان باہمی تعاون، مسلمانوں کے درمیان دوستی کی فضا قائم کرنے اور



انتهاكات الاحتلال الاسرائيلي للمسجد الأقصى

ہر قسم کی مذہبی منافرت اور فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے انتہائی مطلوب اور پسندیدہ امر ہے، جبکہ ہر ایسا اقدام جس کا نتیجہ مسلمانوں کے درمیان منافرت اور فرقہ واریت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اسلام کیلئے ایک بڑا خطرہ محسوب ہوتا ہے۔ امام خامنہ ای کی نظر میں صہیونزم اور اسرائیل کی غاصب صہیونی رژیم اپنے منحوس مقاصد کے حصول کیلئے عالم اسلام میں موجود مختلف مسالک اور اقوام کے درمیان مذہبی و قومی فرقہ واریت اور منافرت کو ہوا دینے میں مصروف ہے۔ آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای اس بارے میں فرماتے ہیں :

"آج کے انتہائی اہم اور ترجیح کے حامل مسائل میں سے ایک اتحاد بین المسلمین کا مسئلہ اور امت مسلمہ کے مختلف حصوں میں دوریاں پیدا کرنے والے عوامل کو دور کرنا ہے۔ استعماری سیاست کے نجس ہاتھوں نے گذشتہ کئی عشروں سے اپنے منحوس اہداف کی تکمیل کی خاطر مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت کے فروغ کو اپنے ایجنڈے کا حصہ بنا رکھا ہے۔ مکار دشمن کا اصل مقصد مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور خانہ جنگی کی آگ بھڑکا کر ان میں موجود مزاحمت اور جہاد کے جذبے کو غلط راستے پر ڈال کر اسلام کے حقیقی دشمنوں یعنی اسرائیل کی غاصب صہیونی رژیم اور عالمی استعماری قوتوں کے ایجنٹوں کو حفاظت فراہم کرنا ہے۔ مغربی ایشیائی ریاستوں میں تکفیری دہشت گرد گروہوں اور مشابہ دہشت گرد عناصر کی تشکیل کا مقصد بھی اسی خائنانہ سیاست کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ یہ ہم سب کیلئے وارننگ ہے تاکہ ہم آج اتحاد بین المسلمین کے مسئلے کو اپنے قومی اور بین الاقوامی فرائض میں سرفہرست قرار دیں۔" [حاجیوں کے نام پیغام، 30 ستمبر 2014ء]



۵۔ریاستی دہشت گردی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت دہشت گردی، مختلف ممالک کی قومی سلامتی اور بین الاقوامی امن کیلئے ایک بڑا خطرہ تصور کی جاتی ہے۔ دہشت گردی اب تک مختلف ممالک کو شدید اور ناقابل تلافی نقصان پہنچا چکی ہے۔ عالمی برادری کی جانب سے دہشت گردی کے مفہوم کی ایک تعریف پر اتفاق نظر میں ناکامی کے باعث یہ مسئلہ عالمی طاقتوں کے سیاسی مفادات اور مقاصد کی بھینٹ چڑھ گیا ہے۔ ہر ملک کی جانب سے اپنی قومی سکیورٹی اور مفادات کی مختلف تعریف پیش کئے جانے کے سبب دہشت گردی جیسے خطرناک مسئلے کے خلاف دوغلی پالیسیاں اپنائی جارہی ہیں۔ بعض حکومتیں اپنے مفادات کے پیش نظر دہشت گردانہ اقدامات کو جائز دفاع قرار دیتے ہیں اور حتی دہشت گردی کو مکمل طور پر جائز اور قانونی اقدام شمار کرتے ہیں۔

دنیا کے مختلف حصوں میں انجام پانے والے دہشت گردانہ اقدامات کی اکثریت غیر حکومتی عناصر کی طرف سے عمل میں لائی جاتی ہے۔ لیکن بعض حکومتیں بھی اپنے سیاسی اہداف اور مفادات کے حصول کیلئے دہشت گردانہ اقدامات کا راستہ اپناتی ہیں۔ ایسے اقدامات کو "ریاستی دہشت گردی" کا نام دیا جاتا ہے۔ اسرائیل کی جانب سے انجام پانے والے دہشت گردانہ اقدامات ریاستی دہشت گردی کا واضح نمونہ ہیں۔ ریاستی دہشت گردی میں ایک ملک دہشت گرد عناصر کی سرپرستی اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں مالی امداد فراہم کرتا ہے اور ساتھ ہی عسکری تربیت بھی فراہم کرتا ہے۔

گذشتہ چند عشروں سے اسرائیلی حکومت کی جانب سے دہشت گرد گروہوں کی حمایت اور اسلامی ممالک کی اہم سیاسی، فوجی، سکیورٹی اور علمی شخصیات کی ٹارگٹ کلنگ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ ولی امر مسلمین جہان تشیع امام خامنہ ای نے صہیونی رژیم کو خطے میں موجود دہشت گردی اور بدامنی کا حقیقی عامل قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:







"ہم نے اپنے ملک میں اور نیز عراق، شام اور لبنان میں بھی دہشت گردی کے خلاف برسرپیکار افراد اور گروہوں کی مدد کی ہے اور مستقبل میں بھی کرتے رہیں گے۔ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ اس خطے کے خطرناک ترین اور خبیث ترین دہشت گرد صہیونی حکام ہیں۔ ہمیں صہیونی حکام کا سامنا ہے اور ہم ان کے مخالف ہیں۔" [اسلامی ممالک کے سفراء سے خطاب، 16 مئی 2015ء]

نتیجہ:

عالمی صہیونزم کی جانب سے مقبوضہ فلسطین کی سرزمین پر غاصبانہ قبضے اور اسرائیل نامی غاصب صہیونی رژیم کی تشکیل کو توسیع پسندانہ عزائم کے اجراء کا پہلا قدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسرائیل نے عرب اور اسلامی سرزمینوں پر قبضے، فوجی اقدامات اور عالم اسلام کے مختلف حصوں میں علمی اور سیاسی شخصیات کی ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے اپنے توسیع پسندانہ اقدامات کو جاری رکھا ہوا ہے۔ امام خمینی رحمہ اللہ علیہ اور امام خامنہ ای نے انقلاب اسلامی کا قائد ہونے کے ناطے ہمیشہ سے اسرائیل کے ظالمانہ اقدامات کی مذمت کی ہے اور اس بات پر تاکید کی ہے کہ اسرائیل کے مجرمانہ اقدامات اس کی تاریخ سے جڑے ہوئے ہیں اور عالم اسلام کو اسرائیل سے درپیش خطرات کے مقابلے میں ہوشیار رہنا چاہئے۔

غاصب صہیون اور عالمی یوم قدس



سید حمید الحسن زیدی
جامعۃ المصطفیٰ الامامیہ و جامعہ ام الزہرا (س) سیتاپور

تاریخ انسانیت کے آغاز سے ظلم و تشدد نے اپنا سر اٹھانا شروع کر دیا تھا اور قابیل کے ذریعہ اپنے سگے بھائی کا خون بہا کر ظلم کی تاریخ رقم کی گئی تھی اس کا سلسلہ کچھ اس طرح چل نکلا ہے کہ ہر دور میں ظلم و ستم نے بے گناہ انسانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا فرعونیت اور نمرودیت سے لیکر آج تک کا عالمی استعمار اور اس کے آلہ کار کائنات کے کمزور اور پچھڑے ہوئے انسانوں کو ظلم و ستم کا شکار بنا رہا ہے آج پوری دنیا کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ سعودی عرب، سوریہ، فلسطین، یمن، بحرین سے لیکر متعدد افریقی ممالک میں بے گناہوں پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں اور عالمی برادری ہے کہ جو ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اور پوری انسانیت کی طرف سے عام طور پر اور ملت اسلامیہ کی طرف سے خاص طور سے خاموشی نے دشمنوں کے حوصلے بڑھا رکھے ہیں اور حد یہ ہے کہ اب استعمار کے زر خرید غلام عرب ممالک کے سربراہ اپنی انسانی اور اسلامی ذمہ داری کو بھول کر استعمار کی غلامی میں آخری حد تک گر چکے ہیں اور اسلامی ممالک کے عظیم سرمائے کو عالمی استعمار اور اسکی ناجائز اولاد اسرائیل کی خوشنودی کے لئے نچھاور کر رہے ہیں جس میں سر فہرست اسلام کے مقدس شہروں پر ناجائز قابض سعودی عرب کے حکمراں ہیں جو ایک طرف حرمین شریفین کی خدمت کا دم بھرتے ہیں تو دوسری طرف غاصب اسرائیل کے تلوے چاٹنے میں اپنی بقاء محسوس کرتے ہیں۔

غصب فلسطین کی مختصر روداد:

خیبر صہیون تحقیقاتی ویب: سائٹ ۱۸۹۸ء میں آسٹریا میں یہودی صحافی و مصنف "تھیوڈور ہرٹزل" نے "یہودی ریاست" کے زیر عنوان ایک کتاب شائع کی۔ اس نے اس کتاب میں ایک یہودی ریاست کے قیام کے حق میں



دلائل دیئے اور صہیونی تحریک کا خیر مقدم کرنے کے لئے مغربی رائے عامہ کو ایک فکری ماحول فراہم کیا۔ چونکہ یہودیوں کو جرمنی میں سب سے زیادہ سیاسی اثر ورسوخ حاصل اور سرگرمیوں کا ماحول فراہم تھا لہٰذا ہرٹزل نے ابتداء میں جرمنی کے وسیلہ سے۔ یہودیوں کے فلسطین میں بسانے کے سلسلے میں۔ عثمانی سلطان کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی لیکن بیرونی حملہ آوروں کے خلاف مسلمانوں کے اعلان جہاد سمیت متعدد اسباب و عوامل کی بناپر ان کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی چنانچہ یہودیوں نے برطانیہ کے دامن میں پناہ لی۔

یہودی عمائدین نے برطانیہ کے نمائندے سائکس کے ساتھ مذاکرات میں، انہیں یقین دلایا کہ "لیگ آف نیشنز" میں فلسطین کے برطانیہ کے زیر سرپرستی یاپروٹیکٹوریٹ ہونے کی حمایت کریں گے اور فرانس یا کسی بھی دوسرے ملک کو اسے اپنے زیر سرپرستی لانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ دوسری طرف سے انھوں نے سائکس کو تمام تر مراعاتیں دینے کا وعدہ کیا اور عہد کیا کہ وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو اتحادیوں کے حق میں اور جرمنی کے خلاف، مداخلت پر آمادہ کریں گے۔ ان اقدامات سے درحقیقت ۲ نومبر ۱۹۱۷ کے بالفور اعلامیہ کے لئے امکان فراہم کیا گیا۔ برطانیہ کے اس وقت کے وزیر خارجہ بالفور نے لارڈ لوچرڈ کے نام اپنے ایک خط میں ایک قومی یہودی وطن کی تشکیل کی خوشخبری دی۔ یہ خط اعلامیہٴ بالفور کے عنوان سے مشہور ہوا۔ اعلامیہ میں کہا گیا تھا: "فلسطین میں یہودی قومی وطن کی تشکیل کے بابت حکومت برطانیہ کے اشتیاقِ خاص کے پیش نظر، یہ حکومت اس ہدف کے حصول اور اس کے لئے وسائل کی فراہمی کے لئے کوشش کرے گی۔"

اعلامیہ بالفور کی اشاعت کے بعد، برطانوی افواج نے ۹ دسمبر ۱۹۱۷ کو بیت المقدس پر قبضہ کیا اور ۱۹۱۸ء کے موسم خزاں تک تمام عثمانی افواج کو فلسطین میں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کردیا اور پوری سرزمین فلسطین پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ ۱۹۱۹ میں فرانس، برطانیہ اور اٹلی کے مندوبین کی موجودگی میں "سان ریمو" کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں فلسطین کے حالات کا جامع جائزہ لینے کے بعد فیصلہ ہوا کہ مذکورہ ممالک فلسطین پر برطانیہ کی سرپرستی کی حمایت کرتے ہیں۔



مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۲ کو لیگ آف نیشنز کونسل میں فلسطین کے برطانیہ کے زیر سرپرستی ملک کے قانون کو باضابطہ طور پر منظور کرلیا گیا۔ برطانیہ کی حمایت کے تحت، عربوں کی مخالفت کے باوجود، یہودیوں کی فلسطین میں ہجرت کے سلسلے کی رفتار میں۔جو کئی سال پیشتر شروع ہو چکی تھی۔اضافہ ہوا۔ ادھر ہٹلر کی یہود مخالف پالیسیوں کی وجہ سے بھی فلسطین آنے والے یہودی مہاجرین کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ ۱۹۴۶ میں فلسطین کی مجموعی آبادی انیس لاکھ بہتر ہزار پانچ سو پچاس تھی جن میں چھ لاکھ آٹھ ہزار یہودی پناہ گزین شامل تھے، جبکہ ۱۹۱۸ میں فلسطین میں یہودی مہاجرین کی تعداد ۵۶۰۰۰ سے زیادہ نہ تھی۔ فلسطین میں آبسنے والے یہودی مہاجرین کی زیادہ تر تعداد کا تعلق مشرقی یورپی ممالک سے تھا۔

فلسطین میں یہودی آبادی میں اضافے اور علاقے میں ان کی سیاسی قوت بڑھ جانے کی بناپر عربوں نے برطانیہ پر دباؤ بڑھادیا کہ وہ یہودیوں کی حمایت نہ کرے۔ اس اثناء میں یہودیوں نے فلسطین میں ایک خود مختار لشکر اور ایک خفیہ فوج بنام "ہاگانا" تیار کی۔ اس خفیہ فوج کی ذمہ داری مخالفین پر قاتلانہ حملے کرنا اور عرب آبادی کے خلاف جنگ کرنا تھی۔

برطانیہ نے عرب آبادیوں کو خاموش کرنے اور ان کی بغاوت کا سدباب کرنے کی غرض سے ۱۹۳۹ میں "کتابِ سفید" شائع کرکے اعلان کیا کہ یہودیوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ فلسطین میں ایک قومی مرکز قائم کریں، لیکن انہیں خود مختار حکومت قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس اعلامیہ نے یہودیوں میں غیظ وغضب کی لہر دوڑادی اور انھوں نے انگریزوں کی رائے کے برعکس، اپنے اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا؛ تاہم اسی زمانے میں دوسری عالمی جنگ کا آغاز ہوا اور فلسطین کا مسئلہ جنگ کی خبروں تلے دب کر رہ گیا۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد سنہ ۱۹۴۷ میں برطانیہ نے اگلے سال (۱۹۴۸ میں) فلسطین سے اپنے انخلاء اور فلسطین کا انتظام اقوام متحدہ کے سپرد کرنے کا اعلان کردیا۔ ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۴۷ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد کے



تحت فلسطین کو تین حصوں میں تقسیم کیااور اس سرزمین کے ۴۳ فیصد حصے کو عربوں اور ۵۶ فیصد حصے کو یہودیوں کے حوالے کیااور بیت المقدس کو بین الاقوامی عملداری میں دیاگیا۔

مورخہ ۱۵ مئی کو فلسطین پر برطانیہ کی سرپرستی کی مدت اختتام پذیر ہوئی تو فلسطین کے تمام ادارے نیست و نابود ہوچکے تھے اور انگریزوں کے انخلاء سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کرنے کے لئے کوئی بھی ادارہ موجود نہیں تھا۔ یہودیوں نے۔جو اقوام متحدہ کے تقسیم کردہ علاقوں پر مسلط ہوچکے تھے۔ایک عبوری حکومتی کونسل تشکیل دی جو ۳۸ اراکین پر مشتمل تھی اور یہ کونسل، ایک تیرہ رکنی کابینہ کا انتخاب عمل میں لائی۔ اسی دن ڈیوڈ بن گورین نے۔جو بعد میں وزیراعظم بنا۔وزارت دفاع کا قلمدان سنبھال لیااور کابینہ کے قیام کا اعلان کردیا۔

اس اقدام کے چند ہی گھنٹے بعد امریکہ اور سوویت روس نے اس ریاست کو تسلیم کرلیا۔ اور یہودی ایجنسی نے اسرائیلی ریاست کی تشکیل کے اعلامیے کے ضمن میں اقوام متحدہ کی قرارداد ۱۸۱ کو یہودی عوام کی طرف سے خود مختار ریاست کی تشکیل کا حق تسلیم کئے جانے کا اظہار قرار دیا۔

اس اعلامیہ میں البتہ اسرائیل کے لئے کوئی سرحد متعین نہیں کی گئی تھی لیکن یہودی ایجنسی نے امریکی صدر ٹرومین کے نام اپنے پیغام میں انہیں اسرائیل کے باضابطہ تسلیم کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا تھا کہ اسرائیلی کا اعلامیہ ان سرحدوں تک محدود ہے جن کا تعین اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ کی منظور کردہ قرارداد میں ہوا تھا۔ قرارداد نمبر ۱۸۱ کے ساتھ ساتھ، یہودی ایجنسی نے فلسطین کے سلسلے میں اپنے دعوے کے ضمن میں مقدرات کے فیصلے اور فلسطین پر قدیم یہودی مالکیت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور مختلف ملکوں اور اقوام میں سے ہجرت کرنے والے یہودیوں کو قدیم عبرانیوں کا جانشین قرار دیا تھا۔

اسی دن، بوقت شام، مصر، شام، اردن اور لبنان نے نو ظہور اسرائیلی ریاست کے خلاف اعلان جنگ کیا اور یہ عرب۔اسرائیل کی پہلی خونریز جنگ تھی۔



اسرائیل کے قیام کے اعلامیہ میں فلسطینی عوام۔جو ۹۷ فیصد سر زمینوں کے مالک تھے۔ کو "غیر یہودی معاشروں" کے تحت سرے سے نظر انداز کیا گیا تھا جس کے باعث پوری دنیا کے یہودی غیر قانونی طور پر فلسطین کی طرف آنا شروع ہوئے اور امریکی صدر ولسن نے بھی اس غیر قانونی ہجرت کی حمایت کا اعلان کیا۔ دوسری طرف سے فلسطین کے خون بھرے واقعات کی وجہ سے عالمی رائے عامہ میں نفرت کی لہر دوڑ گئی اور یہودیوں کی نوزائیدہ ریاست کو شدید تنہائی کا سامنا کرنا پڑا۔

امریکہ میں مقیم صہیونی یہودیوں نے بھی اپنی سرگرمیوں میں اضافہ کرکے یہودی ریاست کی تشکیل پر زور دیا۔ فلسطینیوں پر تشدد اور ان کے آزار و اذیت کے باعث صہیونیوں کے خلاف عالمی غیظ و غضب میں شدت آئی اور انھوں نے اقوام متحدہ سے احتجاج کیا۔ قبل ازیں۔یعنی ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ کو۔امریکہ اور سوویت روس نے اپنے ایک غیر معمولی اور نادر مفاہمت نامے کے تحت فلسطینی سرزمین کی دو عرب اور یہودی حصوں میں تقسیم کے منصوبے پر عملدرآمد کیا اور اقوام متحدہ سے کہا کہ وہ اس منصوبے کو منظور کرلے؛ جس نے عالم اسلام میں غصے اور نفرت کی لہر دوڑا دی اور سابق سوویت روس اور صہیونیوں کے خلاف بیت المقدس، یافا، حیفا اور فلسطین کے کئی دوسرے شہروں اور کئی اسلامی ممالک میں خونی مظاہرے ہوئے۔

غاصب اسرائیل کے قیام کا باقاعدہ اعلان:

مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۴۷ کو عرب لیگ نے ایک نشست میں اقوام متحدہ کے خائنانہ فیصلے پر تنقید کرتے ہوئے یہودی صہیونیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کچھ فیصلے کئے۔ سنہ ۱۹۴۸ میں مصری طیاروں نے ابتداء میں اسرائیلی دارالحکومت تل ابیب کو بمباری کا نشانہ بنایا اور لبنان کی بکتربند یونٹوں نے شمال سے، شام اور اردن نے مشرق اور مصر نے مغرب سے فلسطین کی طرف عزیمت کی۔



ابتدائی دنوں میں اردن کی افواج نے بیت المقدس کے ایک بڑے حصے کو یہودی قبضے سے آزاد کرایا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے دیکھا کہ جنگ یہودی غاصبوں کے نقصان میں ہے، تو اس نے ۲ جون ۱۹۴۸ کو۔ جبکہ جنگ کے آغاز سے ۱۹ دن گذر رہے تھے۔ جنگ بندی کی اپیل کی۔ یہودیوں نے اس جنگ بندی سے فائدہ اٹھایا اور امریکہ اور چیکوسلواکیہ کی مدد سے اپنے فوجی دستوں کو کیل کانٹے سے لیس کیا اور اسی سال ماہ ستمبر میں۔ یعنی صرف تین ماہ بعد۔ جنگ بندی کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا اور فلسطین کے اندر "ہاگانا" یا "یہودی حملہ آور اور دفاعی فوج" نے علاقہ "عکا" پر حملہ کیا جہاں حیفا اور دوسرے عرب علاقوں کے ہزاروں عربوں نے پناہ لی تھی اور ان پر زبردست فائرنگ کی۔ اور بعدازاں ہاگانہ کے ساتویں بریگیڈ نے گھمسان کی لڑائی کے بعد شہر "ناصرہ" پر قبضہ کرلیا اور مصر کی طرف پیشقدمی کا آغاز کیا۔

دوسری جنگ میں عرب افواج مشترکہ کمان اور ہماہنگی نہ ہونے کے باعث استقامت نہ دکھا سکے جس کے نتیجے میں اسلامی سرزمینوں کا ۶۰۰۰ کلومیٹر کا رقبہ یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا اور یہ جنگ اقوام متحدہ کی مداخلت سے اختتام پذیر ہوئی۔

۱۹۴۹ء بہار کے موسم میں اسرائیل نے مصر، لبنان، ماورائے اردن اور شام کے ساتھ الگ الگ مذاکرات کرکے اختتام جنگ کے مفاہمت ناموں پر دستخط کیے۔ لیکن یہ مفاہمت نامے بھی دیرپا ثابت نہ ہوئے اور اسرائیلی ریاست کے حملے وقتاً فوقتاً جاری رہے۔ اسی سال غاصب یہودی ریاست نے فلسطین کے ۴۰۰ شہروں اور دیہاتوں کو ویران کردیا اور ویرانوں پر مصنوعی جنگل کاری کا اہتمام کیا۔

چنانچہ اس جنگ میں ۱۰ لاکھ فلسطینی بے گھر ہو کر عرب ممالک میں پناہ گزین ہوئے اور فریقین کے ہزاروں سپاہی ہلاک اور زخمی ہوئے اور یہودی فلسطین کے ۷۸ فیصد حصے پر مسلط ہوگئے۔ دوسری طرف سے دنیا بھر سے یہودیوں کی فلسطین آمد میں اضافہ ہوا اور یہ سلسلہ ۱۹۵۱ میں اپنے عروج کو پہنچا۔



جنگ اور فلسطینیوں کے قتل اور ان کے خلاف دہشت گردانہ کاروائیوں نیز اپنی آبائی سرزمینوں سے ان کے مسلسل فرار کے نتیجے میں فلسطینی پناہ گزینوں کا مسئلہ معرض وجود میں آیا اور یہ مسئلہ ۱۹۶۷ کی ۶ روزہ عرب-اسرائیل جنگ کا سبب بنا۔

اس جنگ میں اعراب کی شکست کے بعد فلسطینیوں کی طرف سے چھاپامار لڑائی شروع ہوئی جسے ۱۹۷۰ء میں اسرائیلی حملوں کے نتیجہ میں فلسطین کے باہر سوریا اور لبنان منتقل ہونا پڑا ۱۹۸۷ء میں مصر نے خیانت کرتے ہوئے اسرائیل سے ساز باز کر لی اور اس طرح بظاہر اسرائیل کو کسی بڑے دشمن کا سامنا نہیں رہ گیا اس کے بعد روز بروز عربوں کے ذریعہ اسرائیل سے مقابلہ کی کیفیت، خیانت یا سستی کا شکار ہوتی چلی گئی جس کے نتیجہ میں وقتاً فوقتاً اسرائیل کی ظالم حکومت کے ذریعہ نہتے فلسطینی عوام منجملہ عورتوں اور بچوں کی قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری رہا لاکھوں بے گناہ مارے گئے یا آوارہ وطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔

عالم اسلام کی عالمانہ قیادت اور اسرائیل کی بو کھلاہٹ

اعراب کی سست ہوتی ہوئی سیاست اور عرب ممالک کے ذلت آمیز رویے نے اسرائیل کے حوصلے بلند کر رکھے تھے اور پوری اسلامی دنیا پر اپنی حکومت کے خواب دیکھنے لگے کہ امام خمینی (رح) کی رہبری میں ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی نے اسرائیل منصوبہ پر پانی پھیر دیا امام خمینی (رح) نے اسرائیلی سفارتخانہ بند کر کے فلسطینی سفارتخانہ قائم کیا اور انقلاب کی کامیابی کے ایک سال کے اندر ہی ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو یوم قدس اور غاصب اسرائیل کے خلاف احتجاج کا دن قرار دیا اس وقت سے لیکر آج تک ہر سال ماہ مبارک رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو فلسطین اور بیت المقدس کی آزادی کے لئے احتجاج کیا جاتا جس نے غاصب اسرائیل کی نیند اڑا رکھی ہے۔

ہر سال کا یہ احتجاج اسے یہ احساس دلانے کے لئے کافی ہے کہ اسرائیل کی حکومت غاصبانہ ہے اور یہ سرزمین اس کی اپنی نہیں ہے اپنی ڈوبتی ناؤ دیکھ کر اسرائیل نے اپنے سب سے بڑی حامی امریکہ کے ذریعہ عربوں پر اپنا شکنجہ تیز کرتے



ہوئے اپنے جارحانہ اقدامات میں ان کی حمایت حاصل کر لی۔ اور علی الاعلان مسلمانوں کے قبلہ اول کو اسرائیلی دار الحکومت قرار دینے کا اعلان کیا جس میں پوری دنیا کے آزاد ضمیر ممالک منجملہ عزیز وطن ہندوستان نے امریکہ کی مخالفت کی لیکن ضمیر فروش سعودی حکمرانوں نے اپنے آقا کی خوشنودی کے لئے اس کے اس شرمناک اقدام کے سامنے بھی کتوں کی طرح دم ہلا کر اپنی حمایت کا اعلان کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں دنیا دیکھتی رہتی ہے کے اسرائیل کے مسلح افواج کس طرح نہتے بچوں اور عورتوں پر گولہ باری کرکے انکا خون بہا رہتے ہیں ہم ماہ مبارک رمضان کے آخری جمعہ میں امریکہ ،اسرائیل اور تمام دنیا کے ظالموں سے اظہار براءت اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

اس سال عالمی وبا جو غالباً انسانیت کے خلاف انہیں انسان دشمن سرپھروں میں سے کسی کی سازش یا ان کے ذریعہ قدرت سے چھیڑ چھاڑ کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے اس کی وجہ سے جہاں ماہ مبارک کی بہت سی اجتماعی عبادتیں نہیں انجام پا سکیں شاید قدس کی آزادی کے مطالبہ کے لئے منایا جانے والا "**قدس ڈے**" بھی اس طرح نہ منایا جاسکے لیکن جس طرح باقی عبادتیں کسی نہ کسی صورت انجام پائی ہیں؛ ظالموں سے اظہارِ نفرت کا یہ دن بھی ظالموں اور غاصبوں سے قلبی و قلمی اظہارِ نفرت کے ساتھ منایا جائے گا اور انفرادی مصلائے عبادت سے دشمن کے خلاف ایک ساتھ مظلوموں کی آہیں اور بددعائیں جب خدا کی بارگاہ میں پہنچیں گی تو ظالموں کی شام اور مظلوموں کی روشن صبح کا مژدہ ضرور ملے گا۔

خدا سلامت رکھے رہبر معظم آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای اور رہبر مقاومت اسلامی حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے حسن نصر اللہ کو جن کی مدبرانہ سیاست ، فعالیت ، سوجھ بوجھ ،اور سربراہی میں ملت مسلمہ کا سر اونچا ہے اور ظلم و جور کے بانی ذلیل و رسوا ہیں۔ امید ہے کہ جلد ہی اسرائیل کی نابودی اور فلسطین کی آزادی کا مژدہ امام عصر (عج) کے ظہور کی خوش خبری کے ساتھ امت اسلامی کے لئے حقیقی عید کا پیغام لائے گا اور یہود کی طرح سعود بھی ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنا تباہ کن انجام دیکھیں گے۔



فیض احمد فیض



تیری تذلیل کے داغوں کی جلن دل میں لئے
تیری حرمت کے چراغوں کی لگن دل میں لئے
تری الفت تیری یادوں کی کسک ساتھ گئی
تیرے نارنج شگوفوں کی مہک ساتھ گئی
سارے ان دیکھے رفیقوں کا جلو ساتھ رہا
کتنے ہاتھوں سے ہم آغوش میرا ہاتھ رہا
دور پردیس کی بے مہر گزر گاہوں میں
اجنبی شہر کی بے نام و نشاں راہوں میں
یہ زمیں پر بھی کھلا میرے لہو کا پرچم
لہلہاتا ہے وہاں ارض فلسطیں کا علم
تیرے آقا نے کیا ایک فلسطیں برباد
میرے زخموں نے کئے کتنے فلسطیں آباد



آہ مسلسل



مولانا سید جلال حیدر نقوی

فلسطین؛ جہاں آج حق و باطل کی معرکہ آرائی جاری ہے۔ ایک طرف کچھ نہتے، بے سہارا اور بے گھر مظلوم ہیں جو اپنے غصب شدہ حق کے لئے ہاتھوں میں پتھر اٹھائے ہوئے ہیں تو دوسری طرف تمام استعماری طاقتوں کی حمایت اور پشت پناہی میں جدید ترین جنگی آلات سے لیس صہیونی درندے ہیں جو مطالبۂ حق کا جواب ٹینکوں اور میزائلوں سے دے کر ہر روز سینکڑوں گھروں کو مسمار اور بے شمار بچوں، عورتوں اور نوجوانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔

فلسطین آج ملت اسلامیہ کے لئے ایک آہ مسلسل بن چکا ہے جہاں برسوں سے ظلم و بربریت اور حیوانیت و بہیمیت کا ننگا ناچ جاری ہے اور عالمی صلح و امن کے ٹھیکیدار خاموش تماشائی بن کر حیوان صفت صہیونی درندوں کی حوصلہ افزائی اور پشت پناہی میں مصروف ہیں۔ بشریت کراہ رہی ہے، انسانیت لہولہان ہے مگر کہیں سے کوئی آواز بلند نہیں ہو رہی ہے جو صہیونی مظالم پر روک لگا سکے اور دنیا میں انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کی دوہری پالیسی ان میں مستقل اضافہ کر رہی ہے، ہزاروں فلسطینیوں کے قتل عام پر خاموش رہنے والے یہ انسانی حقوق کے نام نہاد محافظ ایک جلاد صفت فوجی کی گرفتاری کو پورے غزہ کی بربادی اور سینکڑوں معصوم بچوں، عورتوں اور نوجوانوں کے بہیمانہ قتل عام کا جواز قرار دیتے ہوئے ذرہ برابر بھی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔ ہاں کچھ آزاد ضمیر افراد دنیا کے ہر گوشے میں صدائے احتجاج ضرور بلند کرتے ہیں؛ نیویارک، واشنگٹن، لندن، میڈریڈ، پیرس و۔۔۔ کے کچھ انصاف پسندوں کے ساتھ ساتھ پورا عالم اسلام بھی فلسطینی مظلوموں کے حق میں آواز احتجاج بلند کر رہا ہے مگر اظہار رائے کی آزادی کا نعرہ لگانے والے خود غرض عالمی میڈیا میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ کہ ان کی آواز صدا بصحرا ہو کر رہ جاتی ہے، دنیا بھر کے حکام صہیونیوں کے خلاف کچھ بھی کہنے یا سننے کے لئے تیار نہیں ہیں بالخصوص نام نہاد مسلم حکمراں تو استعماری طاقتوں کے دباؤ اور صہیونی لابی کے خوف میں اس قدر مبتلا ہیں کہ ان کے خلاف عملی اقدام تو کیا آواز نکالنے سے بھی گریزاں ہیں۔ عرب حکام کی بزدلانہ روش بہت سے شکوک و شبہات کو جنم دیتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ کل تک فلسطینیوں کی تمام مشکلات اور مصائب کی وجہ صہیونی حکومت تھی لیکن آج عرب حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی اور سازشی روش بھی اس کی ذمہ دار ہے۔

بہرحال وہ دن دور نہیں جب غیرت مند عوام ایسے بے ضمیر حاکموں کو اس جرم کی سزا ضرور دیں گے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ دنیا بھر کے حریت پسندوں کے شانہ بشانہ مسلسل احتجاج جاری رکھیں اور مسئلہ فلسطین اور فلسطینی مظلوموں کو کبھی فراموش نہ کریں اس لئے کہ آپ کی ذرہ برابر حمایت انہیں ظلم و ستم کے سامنے مقاومت و استقامت کے لئے بہت بڑا حوصلہ بخشتی ہے۔ ○○○



مولانا جنان اصغر مولائی

جس شاخ پہ بیٹھے ہیں وہی کاٹ رہے ہیں

صہیونیت اپنے چہرے پر کتنے ہی نقاب پہن لے مگر اپنی بربریت اور درندہ صفتی کو کبھی نہیں چھپا سکتی۔ "از نیل تا فرات" کا خواب لیکر مشرق وسطیٰ میں قدم جمانے والے ظالم صہیونی اس مقصد کے حصول کی راہ میں کسی بھی حد و حصر اور قانون و وجدان کے قائل نہیں ہیں اور کسی بھی ظلم و جنایت سے پرہیز نہیں کرتے؛ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل اپنے ناجائز وجود کی ابتداء سے آج تک تمام عالمی قوانین اور اخلاقیات کو مسلسل پاؤں تلے روند رہا ہے اور ویٹو پاور دھارک دھنّا سیٹھوں کی مجرمانہ پشت پناہی کی بنیاد پر تمام عالمی اداروں کو منھ چڑھا رہا ہے اور معمولی کوتاہیوں پر کمزور ممالک پر چڑھ دوڑنے والے عالمی ادارے اس کی تمام تر جارحیت و بربریت پر آنکھیں موند لیتے ہیں۔ وہ صبرہ و شتیلا میں اسرائیلی قصاب بنجامن نیتن یاہو کی درندگی ہو یا غزہ پر ہونے والی بھیانک اور اندھادھند بمباری ہو سب پر مرگ آمیز خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ کہ یہی حقوق انسانی کے نام نہاد ٹھیکیدار اس تمام بربریت کو دفاع کا نام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اور انصاف طلب بشریت چشم حیرت بنی ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم کی جگہ کھڑے ہوئے دیکھتی ہے۔

فلسطین کی مظلوم قوم اپنی عورتوں، بچوں اور نوجوانوں کو ظلم و بربریت کا شکار ہوتے دیکھ رہی ہے مگر کہیں سے بھی کوئی ایسی آواز نہیں اٹھتی جو اُن کے زخمی دلوں پر مرہم رکھ سکے یہاں تک کہ عرب قومیت کا نعرہ لگا کر غیر عرب مسلمانوں کے مصائب و مشکلات سے پہلو تہی کر لینے والے نام نہاد عرب حاکموں کی طرف سے فلسطین کے مسلمان عرب ہوتے ہوئے بھی کسی قسم کی ہمدردی کے لائق نہیں سمجھے گئے بلکہ اس کے برعکس ہمیشہ ملتِ فلسطین نے ان کی طرف سے خیانت آمیز اقدامات کا ہی مشاہدہ کیا۔ کسی کو کیمپ ڈیوڈ میں اسرائیل کے ناجائز وجود کو قانونی تسلیم کرتے ہوئے دیکھا تو کسی کو امریکہ کے غیر اعلانیہ حکم سے لبوں پر مہر سکوت لگا کر خاموش تماشائی بنتے ہوئے دیکھا۔ مظلوم فلسطینیوں کی حمایت کے نام پر بے روح کانفرنسیں منعقد کرکے بے جان قراردادوں کے ذریعہ خود کو اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش تصور کر لینے والے ان حکام کی مسلسل خیانت سے مایوس ہو کر فلسطینی مظلوم اس قطعی نتیجے پر پہنچ ہی گئے کہ کسی بھی قانون و قرار اور حد و حدود کی پابندی اور احترام نہ کرنے والی ظالم صہیونی حکومت کے مقابل میں ایک ہی راہ ہے جو فلسطینی مظلوموں کو ان کے پامال شدہ حقوق دلا سکتی ہے اور وہ راہ صرف



مقاومت و جہاد ہے لہٰذا اپنے اور ناموس فلسطین کے دفاع کے لئے انہوں نے اسی راہ کا انتخاب کیا۔ آج جہاد اسلامی اور حماس جیسی تنظیمیں مسلسل اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہی ہیں اور فلسطینی نوجوان اپنے ہاتھوں میں پتھر اٹھائے صہیونی حکومت کے جدید جنگی آلات سے لیس جلاد صفت فوجیوں کے سامنے سینہ سپر ہیں۔

ادھر لبنان میں اپنی مقبوضہ سرزمین کو آزاد کرانے کے لئے **"حزب اللہ"** کے چند جانباز نوجوانوں نے ساری دنیا کو اپنی فوجی طاقت اور جنگی صلاحیتوں کی گیدڑ بھپکیاں دیکر دھونس میں رکھنے والی صہیونی حکومت کی چولیں ہلا کر یہ دکھا دیا کہ جب ہمارے مٹھی بھر جوان جارح اسرائیل کا غرور خاک میں ملا سکتے ہیں تو وہ حکومتیں جو فوج اور جنگی ساز و سامان رکھتی ہیں نصرتِ الٰہی اور قوتِ ایمانی پر تکیہ کرکے یہ کارنامہ کیوں انجام نہیں دے سکتیں!

بہرحال ہر قسم کی حمایت و امداد سے محروم حماس اور حزب اللہ کے مجاہدین بے شمار قربانیوں کے باوجود صہیونیوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر آج نیل سے فرات تک عظیم اسرائیل کے خواب کو محروم تعبیر بنائے ہوئے ہیں جسے توڑنے کی ہر ممکن کوششیں کرنے کے باوجود وہ کسی قسم کی کامیابی حاصل نہیں کرسکے۔ وہ بیروت پر ہونے والی وحشیانہ بمباری ہو یا غزہ کی جنون آمیز خونیں جنایتیں کہیں بھی ان کے عزم و حوصلہ میں ذرہ برابر بھی تنزلزل پیدا نہیں ہوسکا۔ اسی طرح ایران پر مسلسل عالمی دباؤ اور جنرل قاسم سلیمانی کی شہادت کے باوجود جمہوری اسلامی ایران کے موقف میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں آئی۔

حقیقت یہ ہے کہ آج حزب اللہ اور حماس کے جاں بکف جیالے نیل سے فرات تک تمام عالم عرب کے لئے ڈھال بنے ہوئے ہیں؛ اگر یہ ڈھال نہ ہوتی تو یقیناً آج اسرائیل کا موجودہ نقشہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہوتا لہٰذا انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ آج یہ تمام حکمراں اپنی عافیت کے شکرانے کے طور پر ان مجاہدوں کے ہاتھوں کو چومتے مگر شاید چشم حیرت کو اس سے بھی کہیں زیادہ حیرت انگیز منظر دیکھنا تھا کہ یہی ناعاقبت اندیش حکمراں استعماری طاقتوں کے اشارے پر حزب اللہ اور حماس کو غیر مسلح کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ شاید سنچری ڈیل اسی سازش کا ایک حصہ ہے۔ واعجباہ! غرق حیرت عقل حیراں، دیدۂ پریشاں مسلسل مصروف ورد ہے۔

جس شاخ پہ بیٹھے ہیں وہی کاٹ رہے ہیں

تاریخ قدس



مولانا سید محمد رضا غروی
جنرل سکریٹری اہلبیتؑ کونسل انڈیا



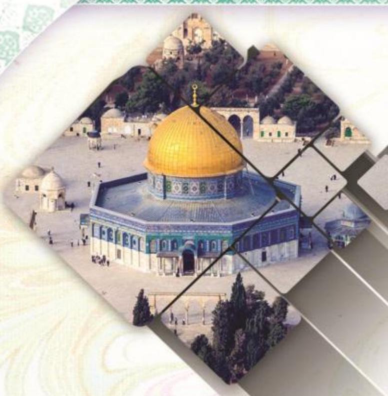
بیت المقدس یا قدس شریف جو دین اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور مقدس شمار کیا جاتا ہے۔ بیت المقدس دنیا کا تنہا ایک ایسا علاقہ ہے جس کے مثل تقدس کسی اور جگہ کا نہیں پایا جاتا ہے حتی کہ اس قدر تقدس مکہ اور مدینہ جیسے شہروں کا بھی نہیں پایا جاتا ہے اس لئے کہ مکہ اور مدینہ وغیرہ کے تقدس کے صرف مسلمان ہی قائل ہیں لیکن بیت المقدس کے تقدس کے اہل اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائی اور یہودی بھی قائل ہیں چاہے لحاظ تقدس ان میں نہ پایا جاتا ہو اسی لئے یہ سرزمین آج تک رنج و دشواری ہی سے روبرو رہی ہے۔ تاریخی لحاظ سے یہ شہر قدس دنیا کے بہت قدیمی شہروں میں شمار ہوتا ہے اور یہ سرزمین تین آسمانی ادیان یعنی اسلام، عیسائیت اور یہودیت کا گہوارہ بھی شمار ہوتا آیا ہے اور اس شہر کے مختلف ادوار و ازمان میں الگ الگ نام بھی رہے ہیں؛ انہیں میں یبوس، ایلیا، کابتولینا، بیت المقدس، القدس، القدس الشریف وغیرہ ناموں کا زیادہ بیان آیا ہے۔

یہ شہر بیت المقدس شرقی، بیت المقدس غربی اور شہر قدیمی تین حصوں میں تقسیم ہے اور حرم شریف شرقی حصے کے جنوبی علاقے میں ہے اور اس کے احاطے میں قبۃ الصخرۃ، مسجد الاقصیٰ اور دیگر اسلامی تاسیسات پائی جاتی ہیں اور اس کا پورہ صحن حرم الٰہی شمار ہوتا ہے۔ حرم شریف کی لمبائی چوڑائی کل ۱۴۴/ہزار میٹر مربع ہے جو بیت المقدس کے قدیمی شہر کے چھٹے حصے کے برابر ہے۔ یہ حرم شریف مشرقی اور مغربی طرف سے دیواروں سے گھرا ہوا ہے۔ اس حرم شریف کے مغربی حصے میں چند دروازے ہیں جن میں باب المغاربہ (دروازۂ نبی)، باب السلسلہ (دروازۂ داؤدؑ)، باب المتواظأ (دروازۂ مطہر یا دروازۂ وضو)، دروازۂ القاطانین، باب الحدید، باب الناظر، باب الغوانمہ اور اس حرف شریف کے شمالی حصے میں بھی باب العتمت، باب الحطہ اور باب الاسباط وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ اکثر مسلمان حضرات نماز پڑھنے کے لئے شمالی دروازوں سے باب المغاربہ سے حرم میں وارد ہوتے ہیں۔

حرم شریف کے چاروں طرف دس میٹر اونچی دیواریں ہیں، حرم کے بیرون شمالی حصے میں مسلمان رہا کرتے تھے اور مغربی شمال میں عیسائی اور مغربی جنوب میں یہودی رہا کرتے تھے لیکن آخری چند سالوں میں صہیونیوں نے اپنے ظلم و ستم کے ذریعہ بیت المقدس کے اطراف کا اچھا خاصہ حصہ اپنے قبضہ میں کرلیا، صرف شہر کے مشرقی حصے میں مسلمان آباد ہیں۔ اس حرم شریف میں چار مأذنہ (گلدستہ) ہیں؛ ا۔گلدستۂ باب المغاربہ، ۲۔گلدستۂ باب السلسلہ، ۳۔گلدستۂ باب الغوانمہ، ۴۔گلدستۂ باب الاسباط۔

حرم شریف کے احاطے میں بڑے بڑے سرسبز درخت لگے ہوئے ہیں جن کی آبیاری حرم ہی کے کنوئیں سے کی جاتی ہے۔ حرم شریف کے اداری اور مالی کام "سازمان اوقاف اسلامی" کے تحت ہوتا ہے۔ حرم شریف کے علاقے میں دیگر مقدس عمارات بھی ہیں جن میں سے مسجد الاقصیٰ، قبۃ الصخرۃ، قبۃ السلسلہ وغیرہ شامل ہیں۔

قبۃ الصخرۃ: حرم شریف کے احاطے میں سب سے زیادہ جو چیز توجہ جلب کرتی ہے وہ "قبۃ الصخرۃ" ہے۔ عربی زبان میں قبہ اس مکان کو کہا جاتا ہے جس کی چھت پر گنبد ہوتا ہے اور صخرہ سے مراد وہ پتھر ہے جو اسلام، عیسائیت اور یہودیت ان تمام آسمانی ادیان کے لئے مورد احترام ہے۔ یہ پتھر وہی "**کوہ موریا**" ہے جس کے بارے میں





توارت کے بقول خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ کو اسی پتھر پر حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا حکم دیا تھا اور مشہور ہے کہ شب معراج آنحضرت ﷺ اسی صخرہ (پتھر) پر سے تشریف لے گئے تھے۔ اس صخرہ کی لمبائی شمال سے جنوب ۱۷/۵ میٹر ہے اور چوڑائی ۱۶/۱ میٹر ہے اور اونچائی ایک سے دو میٹر ہے اور اس صخرہ پر سونے کا گنبد ہے اور اس کے صحن میں آٹھ کنوئیں ہیں۔ اس صخرہ کی عمارت سنہ ۶۹۱ عیسوی میں سرزمین مصر کے سات سالہ خراج سے عبد الملک بن مروان کے ذریعہ بنائی گئی تھی لیکن سنہ ۱۰۹۹عیسوی میں صلیبیوں نے اس کو کلیسا میں تبدیل کردیا جس کے بعد صلاح الدین ایوبی نے فتح بیت المقدس پر پھر کلیسا کا نام ونشان مٹادیا اور گنبد کی تزئین کاری کروائی، دیواروں کو سنگ مرمر سے چھپایا اور اس کے بعد ایوبی، خلفائے عثمانی اور حکمران مصر اس کی مرمت کرتے رہے اور اپنے اپنے ہنر کا استعمال کرکے اس عمارت میں چار چاند لگاتے رہے۔

مسجد الصخرۃ: جیساکہ قبۃ صخرہ کا بیان گزر چکا اسی صخرہ کے بالکل درمیان میں ایک غار ہے جسے "مغارۃ الانبیاء" بھی کہتے ہیں اور تقریباً اس میں پندرہ افراد نماز پڑھ سکتے ہیں اسی وجہ سے اس احاطے کو "مسجد صخرہ" کہا گیا ہے۔ یہ مسجد تقریباً تین میٹر قبۃ الصخرہ سے نیچے ہے اور آجکل اسے بجلی کے ذریعہ روشن کیا جاتا ہے۔

قبۃ القضاء: اسے "قبۃ السلسلہ" بھی کہا جاتا ہے۔ قبۂ صخرہ کے مشرقی دروازے کو "باب القضاء" کہا جاتا ہے؛ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہاں ایک بڑا پتھر ہے جس پر جناب داؤدؑ صبح اور شام کے وقت بیٹھ کر لوگوں کے اختلافات، شکایتوں وغیرہ کو حل اور ان کے درمیان قضاوت فرماتے تھے چنانچہ قرآن مجید نے بھی آپ کو اس صفت سے یاد کیا ہے: "یا داؤد انّا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق و لا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب" (سورۂ ص، آیت ۲۶) ترجمہ: "اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ (نمائندہ) بنایا لہٰذا تم لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کرنا۔ دیکھو! ہوائے نفس کی پیروی نہ ہو جانا اس لئے کہ یہ چیز ممکن ہے تمہیں راہ خدا سے دور کردے؛ بیشک جو راہ خدا سے منحرف ہوگئے ہوں ان کے روز حساب کو بھول جانے والوں کی طرح سخت عذاب ہے۔" یہ پتھر چونکہ جناب داؤدؑ کا مسند قضاوت تھا لہٰذا اس پر ایک گنبد بھی بنایا گیا ہے اور اسے "بیت عدل داؤد" کا بھی نام دیا گیا ہے۔

مسجد الاقصیٰ: یہ حرم شریف کے جنوبی حصے میں ہے جس کا طول ۸۱/۵ اور عرض میں ۵۴/۵ میٹر ہے۔ مسجد میں کل گیارہ دروازے ہیں؛ ۷/شمال میں، ۱/مشرق میں، ۲/مغرب میں اور ۱/جنوب میں ہے۔ اس مسجد کے وسط میں ایک بزرگ وعالیشان گنبد ہے اور اس کے نیچے ایک بڑا خوبصورت محراب بنا ہوا ہے۔ صلاح الدین ایوبی نے سنہ ۵۸۳ ہجری میں اسے بنوایا تھا اور اسی میں ہاتھی کے دانتوں اور قیمتی لکڑیوں سے ایک بہت اچھا منبر بھی بنا ہوا ہے لیکن سنہ ۱۹۹۶ عیسوی میں اسے جلا دیا گیا تھا۔ اس گنبد کے اندرونی حصے میں سونے کا کام کیا گیا ہے، اس کا وزن دسیوں کیلو سے زیادہ ہے اور اس میں آیات قرآنی وغیرہ کو بہترین کوفی اور عربی خط سے تحریر کیا گیا ہے۔ اسی مسجد سے متصل محراب زکریا، مسجد چہل شہید، مسجد عمر وغیرہ بنائی گئی ہیں۔

مسجد الاقصیٰ ابتدائے اسلام ہی سے مسلمانوں کے اہمیت وعظمت کا مرکز رہی ہے، ساتھ ہی ساتھ اس مسجد شہر مقدس قدس پر متعدد حملے

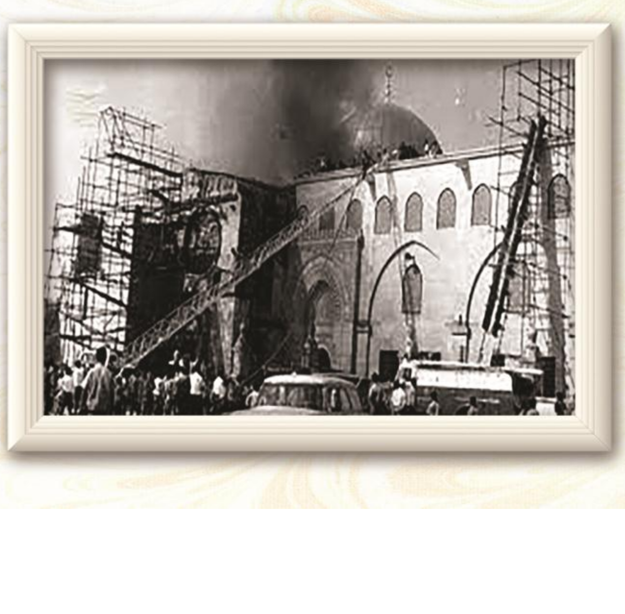
بھی ہوئے ہیں، متعدد بار اسے خراب کیا گیا اور جب مسلم خلفاء نے پھر اپنے قبضے میں لیا تو اسے بہترین سے بہترین بنانے کی کوشش کی۔ صہیونیوں نے اس مسجد کو خراب کرنے کے ارادہ سے متعدد مرتبہ اس پر حملہ کیا، چند مرتبہ اس میں آگ لگائی، متعدد افراد نے اسی مسجد اور شہر میں ہزاروں افراد کا خون بہایا۔

اس مسجد کا نام "مسجد الاقصیٰ" سورۂ اسراء کی پہلی آیت سے اخذ کیا ہے جس میں خداوند عالم معراج رسول ﷺ کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہتا ہے: "سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔۔۔"



مسجد الاقصیٰ میں آگ: ۲۱/اگست ۱۹۶۹ء کو ایک آسٹریلوی ظالم وجابر شخص مایکل ڈینیس روہان (Michael Dennis Rohan) نے مسجد الاقصیٰ میں آگ لگا دی تھی اگرچہ اس وقت اسرائیلیوں نے اس شخص کے پاگل ہونے کا اعلان کیا تھا لیکن معتبر منابع و مدارک اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی؛ پاگل پن کا تو صرف ڈھونگ تھا اور خود وہ اکیلا ہی اس میں شامل نہیں تھا بلکہ دوسرے افراد نے بھی اس کام میں اس کی مدد کی تھی۔

اس عظیم حادثہ کے بعد مسلمانوں میں غم وغصہ ضرور پیدا ہوا جس کے نتیجہ میں بہت سی کانفرنسیں وغیرہ ہوئیں۔ اسی سال سے اسلامی ممالک کی مدد سے مسجد کی دوبارہ تعمیرات وغیرہ کا کام شروع ہوگیا اور آخرکار تعمیرات ہوگئی لیکن اس ضمن میں جو اہم بات ہے وہ یہ کہ مسلمانوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے صہیونیت کو اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑا ہو بلکہ خود صہیونیت کے پہلے وزیر "گلدا مایر" نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے جب اس سے پوچھا گیا کہ تیری سیاست کا بہترین اور بدترین دن کونسا تھا؟ تو اس نے کہا کہ سب سے بدترین دن وہ دن رہا جس دن مسجد کو آگ لگائی گئی اور سب سے بہترین دن بدترین دن کے بعد والا دن تھا؛ اس سے جب اس کی وجہ معلوم کی تو اس نے کہا کہ ہم لوگوں نے جس دن مسجد الاقصیٰ کو آگ لگائی تھی اس دن ہم وحشت وڈر میں تھے کہ کہیں مسلمان ہمارا خاتمہ ہی نہ کردیں لہٰذا وہ بدترین دن تھا اور میری عمر کا سب سے بہترین دن دوسرا دن اس لئے تھا کہ ہم نے دیکھا کہ مسلم ممالک نے ہمارے خلاف احتجاج واعتراض تک نہیں کیا۔



لیکن عزیزو! ہمیں آج اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور ظالم و جابر صہیونیت کے خلاف ہمیشہ صدائے احتجاج بلند کرنا چاہئے کیونکہ فلسطین، قدس، بیت المقدس کی اہانت اور وہاں کے مسلمانوں پر مظالم تمام انسانیت پر ظلم وبربریت کے مترادف ہے۔ اس سال جبکہ اجتماعی عبادات سے محروم ہیں تو ہمیں اپنے اپنے امکانات بھر قدس شریف کی بقاء اور مظلومین فلسطین کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

منابع و مآخذ

۱۔ بیت المقدس، مرتضی اسعدی
۲۔ بیت المقدس در اسلام، محمود معین احمد
۳۔ تاریخ اورشلیم، سید جعفر حمیدی
۴۔ فلسطین آزاد می شود، محمود حکیمی
۵۔ مسجد الاقصیٰ وبیت المقدس، جمیل موحد خوئی
۶۔ انتفاضۃ الاقصیٰ قیام دوزخیان سرزمین مقدس، مجید صفاتاج

مقبوضہ فلسطین

صیہونی درندگی اور صحافتی حقوق کی پامالیاں



تحریر: صابر ابو مریم

مقبوضہ فلسطین کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ غاصب اسرائیل نے یہاں گذشتہ ستر برس میں انسانیت کی اقدار کو پامال کرنے کی کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

خبر رساں ادارہ تسنیم: بچوں، خواتین، نوجوانوں اور بزرگوں سمیت کوئی بھی صیہونی دشمن کے مظالم سے محفوظ نہیں رہا ہے۔ اگر اداروں کی بات کی جائے تو فلسطینی عوام کی مدد پر مامور اداروں اور ان سے تعلق رکھنے والے افراد بھی صیہونی مظالم کا شکار بنتے چلے آئے ہیں جیسا کہ حال ہی میں ایک مثال پیرامیڈیکل اسٹاف سے تعلق رکھنے والی ایک معصوم نوجوان فلسطینی لڑکی کی غاصب صیہونی افواج کے ہاتھوں شہادت ہے۔ "رزان النجار" کا جرم یہ تھا کہ وہ فلسطینی تھی اور انسانی ہمدردی کا کام انجام دے رہی تھی۔اسی طرح ماضی کی متعدد مثالوں میں سے ایک امریکی نوجوان رضا کار "راشیل کوری" کی صیہونیوں کے ہاتھوں بہیمانہ شہادت ہے جو فقط فلسطینیوں کے گھروں کی مسماری کے خلاف احتجاج کررہی تھی اور اس پر ایک اسرائیلی بلڈوزر چڑھ دوڑا جس کے نتیجہ میں اس کی شہادت ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس روز سے غاصب صیہونی ریاست اسرائیل کا ناپاک وجود سرزمین فلسطین پر قابض ہوا ہے اس دن سے روزانہ ہی فلسطینیوں کے حقوق کی پامالیوں کا سلسلہ جاری ہے اور ان حقوق کی خلاف ورزی پر اگر اقوام متحدہ نامی ادارے میں کوئی قرارداد پیش ہو جائے تو غاصب اور جعلی ریاست اسرائیل کا سرپرست امریکہ اسے "ویٹو" کردیتا ہے۔

غاصب صیہونی ریاست اسرائیل مقبوضہ فلسطین کے باشندوں، بین الاقوامی رضاکاروں،انسانی حقوق اداروں اور کارکنوں، غرض زندگی کے تمام شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے انسان دوستوں کے خلاف سنگین جنگی جرائم کا مرتکب ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی اور بنیادی حقوق سمیت شعبہ جاتی حقوق کی سنگین پامالیو ں کا مرتکب بھی ہوا ہے۔

ایسے ہی جرائم اور حقوق کی پامالیوں کا ارتکاب فلسطین میں سرگرم عمل صحافی برادری کے خلاف بھی جاری ہے، اس عنوان سے ایک برطانوی فوٹو گرافر ٹام کو فلسطین کی تاریخ میں سنہرے حروف میں یاد کیا جاتا ہے کہ جس کو اسرائیلی مظالم اپنے فن کی مدد سے آشکار کرنے کے جرم میں صیہونی افواج نے اپنی درندگی کا نشانہ



بنا کر شہید کر دیا تھا۔ غاصب صیہونی ریاست اسرائیل ہمیشہ سے ہی فلسطینیوں کے بنیادی حقوق کا قاتل رہا ہے یہاں تک کہ فلسطینی عوام کو ان کے گھروں اور زمینوں سے جبری طور پر بے دخل کر کے فلسطینیوں کا حق زندگی اور حق رہائش تک ان سے چھین لیا گیا ہے۔

بہر حال اس مقالہ میں چونکہ صحافتی حقوق کی پامالیوں کی بات کرنا مقصود ہے تو حالیہ دنوں ہی جب سے فلسطینیوں نے اپنے حق واپسی وطن کی خاطر آواز بلند کی ہے اور اسرائیل کی بنائی گئی ناجائز سرحدوں اور حدودوں کو ماننے سے انکار کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں غزہ اور مغربی کنارہ میں فلسطینیوں کے حق واپسی مارچ کی مہم شروع ہوئی ہے تو اس مہم کو دبانے کے لئے جہاں اسرائیل کی غاصب جعلی ریاست نے فلسطینیوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر دو سو سے زائد لوگوں کو شہید جبکہ دسیوں ہزار کے قریب زخمی کئے ہیں اور ان مظالم کو دنیا کے سامنے لانے والی صحافی برادری نے جب ان انسانیت سوز مظالم کو کیمروں کی آنکھ میں ضبط کیا ہے تو غاصب اسرائیل نے صحافتی حقوق کی کھلم کھلا دھجیاں بکھیرتے ہوئے صحافتی برداری پر پابندیاں عائد کر دی ہیں کہ وہ فلسطینیوں کے حق واپسی سے متعلق کسی قسم کی کوئی کَوریج نہ کریں۔

یہ تو فقط بات تھی صحافی برداری کو ان کی پیشہ ورانہ خدمات سے روکنے کی جبکہ دوسری طرف ایسی درجنوں مثالیں موجود ہیں کہ جس میں غاصب اسرائیلی افواج کی جانب سے صحافیوں پر بہیمانہ تشدد اور ان کو براہ راست گولیوں کا نشانہ بنانا حتیٰ صحافیوں کے جھنڈ جو اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کے لئے کسی ایک پروگرام کے مقام پر جمع ہوں ان پر ڈرون طیاروں کی مدد سے خطرناک قسم کی جان لیوا گیسوں کے گولے پھینکنا اور اس طرح کے دیگر اوچھے ہتھکنڈوں کا استعمال کر کے ایک طرف صحافیوں کے خلاف سنگین جنگی جرائم کا ارتکاب کرنا اور دوسری طرف صحافتی حقوق کی پامالی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

فلسطین میں ابلاغی آزادیوں کے حوالے سے کام کرنے والے گروپ نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ جون ۲۰۱۸ء میں غاصب صہیونی فوج نے فلسطینی علاقوں میں صحافتی آزادیوں اور ابلاغی حقوق کی ۶۲/خلاف ورزیاں کی ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جون میں غاصب صیہونی فوج کے ہاتھوں صحافتی حقوق کی پامالیوں کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اس سے قبل مئی میں صحافتی حقوق کی پامالیوں کے ۲۹/ واقعات کا اندراج کیا گیا تھا۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ مہینے غاصب صیہونی فوج کی

طرف سے ۱۳/ خواتین صحافیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ان میں سے ۸/ خاتون صحافی کارکنوں کو فلسطینی اتھارٹی اور پانچ کو اسرائیلی فوج کی طرف سے انتقامی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ گذشتہ ماہ اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے چار صحافی زخمی ہوئے تھے۔

فلسطینیوں کے حقوق بالخصوص صحافتی برادری کے حقوق کا دفاع کرنے والی ایک Journalist Support Committee نے اپنی تازہ ترین رپورٹ میں فلسطین میں صحافی برادری کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے اور صحافیوں کو صیہونی درندگی کا نشانہ بنانے کے واقعات میں اضافہ کو سنگین اور خطرناک قرار دیتے ہوئے عالمی برادری اور انسانی حقوق کے عالمی اداری ایمنسٹی انٹرنیشنل کی توجہ مبذول کروائی ہے اور بتایا ہے کہ غاصب صیہونی افواج فلسطین کے مختلف علاقوں میں ایسے صحافیوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنارہے ہیں جو اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ کمیٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غاصب اسرائیلی افواج نہ صرف موقع پر صحافیوں کو زدوکوب اور تشدد کا نشانہ بنارہے ہیں بلکہ صحافیوں کو ان کی پیشہ ورانہ سرگرمیاں انجام دینے کے جرم میں گرفتار بھی کیا جارہاہے اور جیلوں میں رکھ کر ان کے ساتھ شدید قسم کے ذہنی دباؤ اور جسمانی سزائیں دی جارہی ہیں جبکہ متعدد صحافیوں کو فلسطین سے جبری طور پر جلاوطن بھی کیا گیا ہے۔

حالیہ واقعات میں غاصب صیہونی افواج کے ہاتھوں نشانہ بننے والے ایک سو صحافیوں کی فہرست جاری کرتے ہوئے Journalist Support Committee نے بتایا ہے کہ ۵۶/ صحافیوں کو اسرائیلی افواج کی جانب سے گرنیڈ حملوں میں زخمی کیا گیا ہے جبکہ ایک صحافی کارکن براہ راست گولی کا نشانہ بنتے ہوئے زخمی ہوا ہے۔ اسی طرح ۱۲/مزید صحافی ربڑ کی بنی میٹل بلٹ سے نشانہ بنائے گئے ہیں جو شدید زخمی ہوئے ہیں۔ زخمی ہونے والے اٹھائیس صحافی کارکنان غاصب صیہونی افواج کی جانب سے ڈرون طیاروں سے پھینکے جانے والے زہریلی گیس کے بموں کا نشانہ بنے ہیں۔ تین صحافی ایسے بھی ہیں کہ جن کے چہرے پر غاصب صیہونی فوجیوں نے اسپرے پھینک کر ان کو زخمی کیا ہے۔

فلسطین کے مختلف شہروں میں القدس کی حمایت اور امریکی صدر کے القدس شہر کے خلاف کئے جانے والے اقدامات کے خلاف ہونے والے مظاہروں کی کوریج کرنے پر مامور صحافی کارکنوں کو صیہونی دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ القدس شہر میں غاصب صیہونیوں کی جانب سے صحافیوں کے حقوق کی

پامالی کے ۱۵۳ کیسز رپورٹ ہوئے ہیں اسی طرح دیگر شہروں میں بشمول بیت اللحم میں تین واقعات، نابلس میں ایک واقعہ، تباس، طولکرم اور قلقیلیہ میں بھی ایک ایک اور دو دو واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔ ان واقعات میں بیس خواتین صحافی کارکنان صیہونی تشدد کا نشانہ بنی ہیں جن کو براہ راست صیہونی فوجیوں کی جانب سے لاتوں، گھونسوں اور گرنیڈ بموں اور زہریلی گیس بموں سمیت ربڑ کی گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

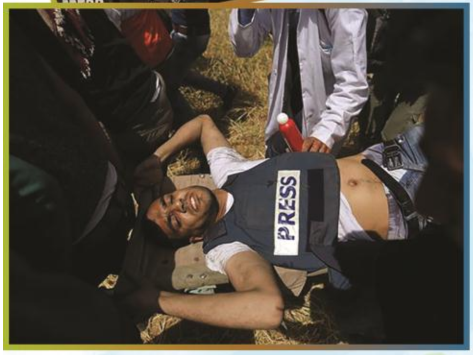
خلاصہ یہ ہے کہ امریکہ جوکہ اسرائیل کی جعلی ریاست کی سرپرستی کر رہا ہے اور دنیا میں انسانی حقوق کے تحفظ کا نعرہ بھی لگاتا ہے لیکن اب امریکی چہرہ اور اس کے مکروہ عزائم دنیا پر کھل کر سامنے آ رہے ہیں کیونکہ جب ان مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی باز گشت اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کونسل میں اٹھائی گئیں تو امریکہ کی جانب سے اسرائیل کی مذمت یا اسرائیل کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی بجائے امریکہ نے خود کو اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل سے علیحدہ کرکے ثابت کر دیا ہے کہ فلسطین کی مقبوضہ سرزمین پر ہونے والی انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں میں جعلی ریاست اسرائیل کے ساتھ ساتھ شیطان بزرگ امریکہ بھی برابر کا شریک جرم ہے۔ عالمی برادری کو اب یہ سوچنا ہوگا کہ غاصب جعلی ریاست اسرائیل کے ناپاک اور انسانیت دشمن عزائم کو روکنے کے لئے اگر آج سنجیدہ اقدامات نہ کئے گئے تو آنے والا وقت غاصب جعلی ریاست اسرائیل کو مزید خونخوار بناتا چلا جائے گا اور مظلوم انسانوں کا لہو جہاں امریکہ اور اسرائیل کی گردن پر ہوگا وہاں عالمی برادری کی خاموشی کے باعث اسے بھی اسی صف میں لاکھڑا کرے گا۔













لبنان کے اہل سنت مفتی نے رسا نیوز سے گفتگو میں:

صیہونی حکومت کے ساتھ معمولی تعلقات، عربی حاکموں کی اسلامی قوم سے خیانت کی دلیل ہے

عالمی یوم قدس کے نزدیک ہونے کے ساتھ "معمولی تعلقات بنانے کے ارادے پر عرب حاکموں کا اصرار اور عوام کی مخالفت" کے عنوان سے ایک ویڈیو کانفرنس رسا نیوز ایجنسی کے مرکزی دفتر قم میں عربی زبان میں منعقد ہوئی۔

اس ویڈیو کانفرنس میں عرب دنیا کی مشہور شخصیت مانند عراق کے اسلامی تحقیقات اور شہید فاضل اسٹراٹیجیک سینٹر کے سربراہ ڈاکٹر السعدی، بحرین الحق تحریک کے نمائندے استاد عبدالغنی الخنجر اور حزب اصلاح و وحدت اور مفتی اہل سنت لبنان کے صدر شیخ ماہر عبدالرزاق نے شرکت کی اور اہم عناوین خاص کر عرب ممالک کی طرف سے صیہونی غاصب حکومت کے ساتھ معمولی تعلقات کو بحال کرنے کے لئے بنائی جارہی سیریل اور فیلم پر تنقید کرتے ہوئے تبادلۂ خیال کیا گیا۔

حزب اصلاح و وحدت کے سربراہ ڈاکٹر ماہر عبدالرزاق نے اس ویڈیو کانفرنس میں بیان کیا: "عالمی یوم قدس نے ثابت کردیا ہے کہ قدس شریف کا مسئلہ ہمیشہ اسلامی قوم کے درمیان باقی رہے گا اور اس کی آزادی مسلمانوں کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔"

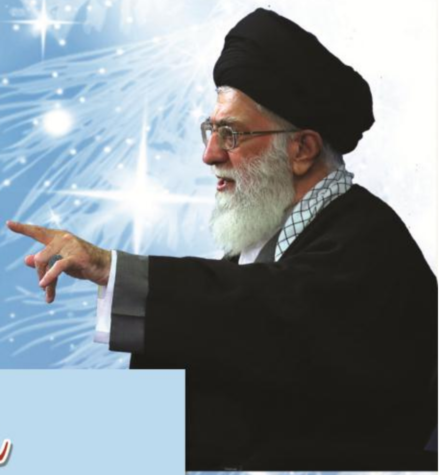
لبنان کے اہل سنت مفتی نے اپنی گفتگو کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے کہا: "صیہونی حکومت اور ان کے ہم نوالہ کبھی بھی مسلمانوں کے ذہن سے فلسطین کو مٹا نہیں سکتے ہیں اور امریکہ، صیہونی حکومت اور ان دو سامراجی طاقت کے تمام نوکروں کو اعلان کرتا ہوں کہ ہماری جنگ قدس شریف کی آزادسازی تک اسی طرح جاری رہے گی اور بعض عربی ممالک کی طرف سے اس جنگ کو روکنے کی کوشش کرنا بے فائدہ ہے۔ صیہونی حکومت کے ساتھ معمولی تعلقات، عربی حاکموں کی اسلامی قوم سے خیانت کی دلیل ہے۔"

انہوں نے وضاحت کی: "تمام اسلامی قوموں نے فلسطین اور قدس شریف کے ساتھ ہورہی حالیہ عشرے کی سازش کو ناکام بنادیا ہے اور ہم مسلمان واحد اور ایک امت ہونے کے عنوان سے مقاومت محور کے ساتھ متحد ہوکر مزید تمام سازش کو ناکام بنائیں گے۔"

حزب اصلاح و وحدت کے سربراہ شیخ ماہر عبدالرزاق نے بیان کیا: "صیہونی حکومت کے ساتھ عرب حاکموں کی طرف سے معمولی تعلقات اسلامی قوم کے درمیان ان کی غلامی اور اسلامی قوم کے ساتھ خیانت کی سند بن چکی ہے لیکن مسلمان قوم کبھی بھی کسی بھی صورت میں ان کا ساتھ نہیں دیں گے اور ہمیشہ استقامتی محاذ کے ساتھ اسلامی مقدسات کا دفاع کریں گے۔

قابل ذکر ہے کہ عربی ممالک کی اکثر حکومتیں صدی معاملہ سامنے آنے کے بعد اسلامی قوم کے درمیان اپنی اہمیت کھو چکی ہیں اور صیہونی حکومت کے ساتھ معمولی تعلقات رکھنے پر مذمت کا سامنا کر رہی ہیں۔ اس وقت دو روش اختیار کی جارہی ہے؛ ظاہراً خود کو پوشیدہ کرلیا ہے اور فلسطین کی حمایت کا اعلان کر رہے ہیں اور یا صیہونی حکومت کے ساتھ تعلقات کو ظاہر کرتے ہوئے مخالفین کا سر کچل رہے ہیں کہ اس میں سعودی عرب، بحرین اور عرب امارات سرفہرست ہیں۔





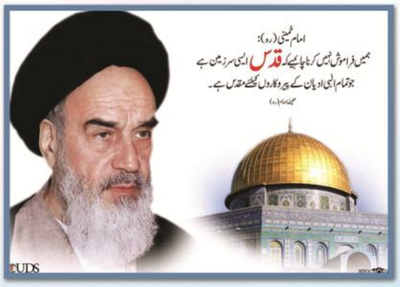
رہبر معظم انقلاب اسلامی:

"اقوام متحدہ یا تسلط پسند طاقتوں اور بالخصوص صہیونی حکومت کی چاپلوسی اور تملق کے ذریعے فلسطین کو نجات نہیں دلائی جا سکتی۔ نجات کا واحد راستہ استقامت و پائیداری ہے۔ فلسطینیوں کا اتحاد اور کلمہ توحید ہے جو جہادی تحریک کا لامتناہی ذخیرہ ہے۔ اس استقامت و پائیداری کے ستون، ایک طرف فلسطین کے اندر اور باہر مجاہد فلسطینی تنظیمیں اور فلسطین کے مومن و مجاہد عوام ہیں تو دوسری جانب پوری دنیا کی مسلم قومیں اور حکومتیں بالخصوص علماء و دانشور، سیاسی شخصیات اور یونیورسٹیوں سے وابستہ افراد ہیں۔ اگر یہ دونوں مستحکم ستون اپنی جگہ پر قائم رہیں تو بلاشبہ بیدار ضمیر، ذہن اور فکریں جو سامراج و صہیونزم کے میڈیا کے مسحور کن پروپیگنڈوں سے مسخ نہیں ہوئے ہیں دنیا کے ہر گوشے سے صاحب حق اور مظلوم کی مدد کے لئے آگے آئیں گے اور سامراجی نظام کو ان کے افکار و نظریات، جذبات و احساسات اور عمل و اقدامات کے ایک طوفان کا سامنا کرنا ہوگا۔"



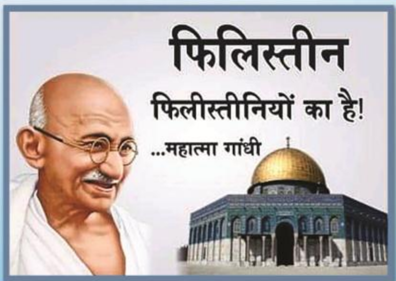
Quds Day Is The Day Of Islam

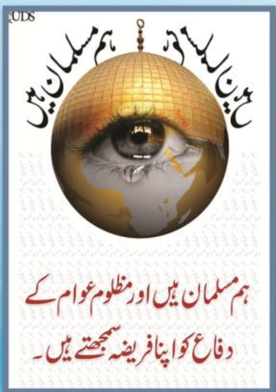
Hazrat Imam Khumaini (R.A.)

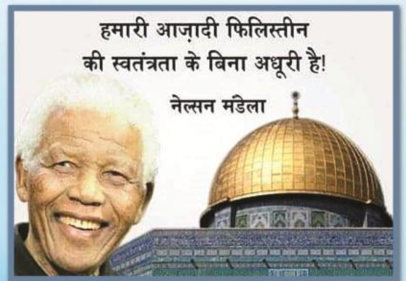


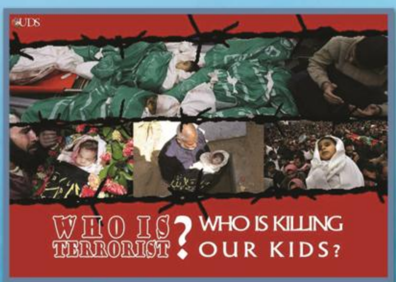




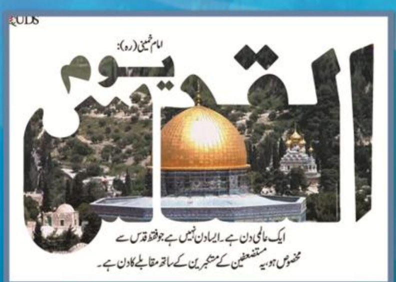












AHLEBAYT COUNCIL INDA

